



06-10-2006 02:52

ہو جاتی ہے تو میں سوچتا ہوں کی ای میل وغیرہ تھے کہ کس طرح وہ اپنے مسائل کو حل کرتے ہیں۔ ”اشوفی کمار ہماچل پردیش میں محکمہ ذریعے ہزاروں آوازیں اٹھیں گی۔ اس جنگلات کے تحفظ کے ایڈیشنل پرنس چیف خیال کی وہ ہندوستان میں حوصلہ افزائی کرنا کنزرویٹر ہیں، وہ کہتے ہیں ”یکساں سوالات چاہیں گے اور وہ اس طرح کہ ”اگر آپ میرے پارک میں آتے ہیں تو آپ میرے پارک کا کے جواب تم یکساں طور پر دے سکتے ہیں۔“ وہ کہتے ہیں ”ایک فرق یہ ہے کہ امریکی حکام اس حصہ میں جاتے ہیں۔ اگر کچھ مخلوط ہوتا ہے تو پارے میں زیادہ گلرمندر جتے ہیں کہ کس طرح پارے میں بھائی کھڑے ہوں اور بتائیں کہ غلطی کیا ہے۔“ رسائلے اس کو بھی پسند کرتے ہیں جو لوگوں کو جنگلات اور جنگلی جانوروں کی حفاظت کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ تعاون پر آمادہ کیا انہوں نے درجنوں امریکی پارک حکام، تحقیق کاروں اور شہریوں سے سنًا ”کسی پارک میں جو بھی فیصلہ لایا گیا اس کی پشت پر ایک تحقیق تھی، کسی بھی دستاویز یا کسی بھی جگہ کے انتظامی کاروں اور شہریوں سے بچالیا جائے اور کس طرح کام کو زیادہ مکمل راستا کی ہوئی تو کہ کس طرح اس کی تیاری کی پشت پر رائے عام تھی۔“

سفر سے واپسی کے بعد پانچے محسوس کرتے ہیں ”مجھے اور جنگلی جانوروں کی حفاظت کو جسمائی درجیں ہیں، بہت تھوڑے نہیں ہیں کہ ایک پارک میں اس کے متعلق میں ایک رضا کار موجود نہیں تھا جو ہمیں معلومات کا ایک پرچار دینے کا خواہاں بلکہ ان کی نوبت امریکہ کے مسائل سے بالکل مختلف ہے۔ ہندوستان کے مقابلے وہاں زیادہ ہم خیال ہیں۔ یہی تعداد میں ایک تھا جنگلات ہیں، اور آبادی ہندوستان کی ایک تھا جنگلات ہیں اور معلومات بھی پہچانے کے دیگر ذرائع ہے۔ ہندوستان میں جنگلات کا مطلب لوگوں کے لیے زندگی کا سامان ہے جب کہ امریکہ میں لوگ وہاں بیٹھ کے آخری دو دن آرام کرنے کی غرض سے گزارتے ہیں۔“

اشوفی کمار گاؤں کو ہندوستان اور امریکہ میں زیادہ مہماں تظریاتی ہے ”ہم جانا چاہتے ہیں کہ امریکی جنگل پانی کے علم میں کیا ترقیات ہو رہی ہیں اور ہم دشت بانی سے متعلق وہرے لوگوں سے اس کا ناطق جوڑ رہے تھے، یہ کیجو رہے

بلے، فلوریڈا اور ڈینور، کولوراڈو کے ہوم ورزٹ (یعنی امریکیوں کے گھروں پر دوست کے لیے اپنا ایک هتھیار دکھاتے ہوئے کہ جب وہ ہندوستان لوٹے تو انہوں نے رضا کارانہ طور پر ان امریکی طلبکار میزبانی کی چیز کش کی جنمیں کہ ہندوستانی میزبانی پسند ہو۔

نی دہلی کے امریکی سفارت خانہ میں تینی دنیا کی تجارت سے امریکی وزارت خارجہ کا جنہوں نے اس سفر سے تعلق سہولیات کی فراہمی کا کام کیا، کہتے ہیں ”ہم روابط استوار کر سکنر روشن پر ۲۳ ستمبر تا ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۵ کے دوران چلائے جانے والے اسٹریشن و زینیٹر لیڈر شپ پروگرام کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ اس کے وزیریں بھی ہوتی ہیں۔“ پروگرام کے متعدد شرکاء کا کہنا تھا کہ وہ رضا کاروں اور پروگراموں کے وزیریں کو قومی پارکوں کے تحفظ کے عمل میں شامل کرنے کے امریکی اقدامات، اور ان کے تحفظ کے لیے تغییر کا گروپوں کی تکمیل کے طریقہ کارکو پسندیدیگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اتر انجل کے نئی تال میں شامل کماوں کے علاقے میں جنگلات کے ایک مخالف گمراہ سنگھ رساں کے لیے کیا ہے۔ اس سفر کے دوران جانوروں کی مختلف نسلوں کے تحفظ کے حیاتیاتی اعداد و شمار سمجھ کرنے، ماحولیاتی قوانین بنانے اور ان کے نفاذ اور عام لوگوں کو فطرت کے ماحول کے تحفظ کے کام میں شامل کرنے جیسے مشترک وجہ کے

جنگل پر موہن جو ہندوستانی مہماںوں کو

ہندوستانی ماہرین نے جارج واشنگٹن نیشنل فارست، ورجینیا کا دوڑہ کیا جو ان ایک والٹنبری گروپ نے وہاں کنٹ کے لئے ایک معلوماتی نشان راہ فراہم کیا



30-10-2005 21:52



28 NOV 2005 20:00



03.1

ہمارے چیزوں اور ان کے بچوں کے ساتھ کیا ہوا ہے۔“ وہ مشورہ دیتے ہیں کہ راجستان کے چیزوں کے سائل دیے ہیں جیسے کہ فوریاً کے تیندوں کے تھے یعنی ”مایوس کن افتخار۔“ یہ وقت ہوتا ہے جب جوان نزوں کو مادیں نہیں ملتیں تو وہ پارکوں کے خلافی انتظامات کو توڑتے ہوئے شے عاقلوں اور شے ساتھیوں کی طلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہم ریڈی ٹریننگ اور سائنسٹک ٹھگداشت کا طریقہ اختیار کریں تو ہم جان سکتے ہیں کہ ہمارے جانوروں کے ساتھ کیا ہوا ہے۔“ وہ اور ان کے دوسرے سائی ٹرینیٹی یا فٹ کوں اور سیٹ لائن کے ذریعے بھکنے والی بیلوں کو ڈھونڈنے اور ان کی لفڑی و حركت پر نظر رکھنی کی تھیک سے بھی مستفید ہوئے۔

اتراپل میں کوہیٹ نائیگر زیرو کے ڈائرکٹر یا جیو بھرتی کہتے ہیں: ”ایسا لگتا ہے کہ امریکی حکومتی نظام میں جانوروں کی حفاظت کے لیے تقریباً اتنے ہی افراد تھیں ہوتے ہیں جنکے کام کے پاس ایسے تھیں اور تکنیک ہیں جنکی مدد سے ناشائستہ جانوروں کو مارے بغیر بھی قابو میں کیا جاسکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں: ”پارک منتظمین کی اپنی زبان ہوتی ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بات کرنا گویا ایسا تھا کہ جیسے خود سے بات کر رہے ہوں۔“ □

اپنی میزبان مسز بیڈنگر کا میز سے پٹیش اٹھانے اور ان کی صفائی میں تعاون کیا، مجھے یہ دیکھ کر تجھ ہوا کہ پورے طور پر اچھا کھانا بھی انہوں نے سک میں اٹھیں دیا۔ اور ایک بہن دبائے سک نے کھانا چالا اور کہیں نیچوں دیا۔ کہاں؟ اس کا علم کھو رہا تھا۔“

اتراپل کے رہنے والے رسمائی اس سے ذرا مختلف سوچ رکھتے ہیں: ”میرا حساس تھا کہ امریکی لوگ صرف اسے ملک کے تینی ہی فلر خود کا رہشیں کامرا جیگر بالکل درست انداز ذکر کرتے ہوئے کہیں۔ جو امریکی کچن کے سک میں لیے ہے۔ مثال کے طور پر گینڈے کے تحفظ کے لیے ان کی حیاتیت جب کہ امریکہ میں ڈپنی ڈائرکٹر اور ڈپنی ٹکنوزوٹر آف فارسٹ مسٹر گینڈے نہیں پائے جاتے۔“ وہ کہتے ہیں کہ گوہن سا گر بھاروادن کے لیے ایک اہم بات یہ ہوا، ”صرف پارکوں میں نہیں بلکہ پورے ملک میں۔“ انہوں نے دیکھا کہ ہر پارک کے اتنیں چاٹے ہیں۔ ایک بیان قابل تلف پلاسٹک کپ اپنیں دیا جاتا ہے اور چاٹے پلاسٹک باتیا دکرتے ہیں۔ ”جب کہ فلوریٹا میں ایک لکھر کی ہیں۔ وہ یونیورسٹی آف فلوریدا میں ایک پیاسنک جانے والے پمانائی تیندوں کے نسل ختم ہونے میں رکھ کر آتی ہے، لیکن یہ اشیاء بیلوں میں پڑی ہوئی نہیں تھیں، ہم ان سے بہت سی کم چیزیں کے قریب تھیں اور ان کی تعداد صرف میں سے چالیس کے درمیان رہ گئی تھی، تو وہ لوگ نکاس سے پچھلانے کے لیے پھینک دیتے ہیں۔“

بہر حال رسمائی کو اس پر کسی قدر تجھ تھا کہ امریکہ میں کھانے کے بعد بچے ہوئے کھانے کا درمیان تھی۔“ ایسا سائنسٹک طریقہ پر کیا گیا ہے۔ بھاروادن کہتے ہیں ”یہ طریقہ ہمارے ساتھ راست کا کھانا کھایا، وہ یاد کرتے ہیں“ میں نے ملک میں قابل عمل ہے، ہم نہیں جانتے کہ

کولوریٹو، فلوریڈا، ورجینیا اور واشنگٹن ڈی سی میں پندرہ پارکوں اور محفوظ مقامات دکھانے کے کام پر مامور تھیں کہتی ہیں: ”امریکی قدرتی وسائل کے انتظام سے متعلق بظاہر بہت ساری مخفیاد پالیسیوں پر ہندوستانی شرکاٹ کو حرجت اگیز تجھ بھی ہوا۔ مثال کے طور پر گینڈے کے تحفظ کے لیے بطور چاٹا ہستی، ٹکڑی کی کٹائی اور کان کنی کی اجازت۔“ یہ مہماں پورے سفر کے دوران پر ہموفیٹ کے مارانہ رویے کی تعریف کرتے رہے گوں کہ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ پر ہموفیٹ نے ان کے لیے خریداری اور تفریغ کے لیے زیادہ وقت نہیں چھوڑا کیونکہ اس مخفی سفر کے دوران وہ اپنے مہماںوں کو مکمل حد تک زیادہ سے زیادہ دیکھنے اور سیخنے کے موقع فراہم کرنا چاہتی تھیں۔ ایک طرف فطرت کے تینی اتنی زیادہ گلر مندی اور دوسری طرف قدرتی وسائل کا بہت زیادہ ہے جا استعمال، امریکیوں کا یہ دور خاپن، متعدد ہندوستانی مہماںوں کے لیے تکلیف دہ تھا۔ پانٹے یاد کرتے ہیں: ”اکثر اوقات سڑک پر صرف ہماری بس ہوتی تھی جس پر کہ پندرہ لوگ سوار ہوتے، بصورت وہ گلر ہر کوئی اپنی کار میں تھا انتہ آتا۔“ ہمیں معلوم ہوا کہ حکومت کار